

1۔ خلافت اور ملوکیت کے درمیان فرق

خلافت اور ملوکیت میں کیا فرق ہے خلافت کی خوبیاں اور احکام کیا ہیں؟

خلافت اور ملوکیت میں بنیادی فرق حکومت کے اصول، مقاصد اور طریقہ کار سے متعلق ہے۔ دونوں نظاموں میں واضح امتیازات موجود ہیں، جنہیں درج ذیل نکات میں بیان کیا جاتا ہے:

1. خلافت اور ملوکیت میں فرق

ملوکیت	خلافت
اختیار کا منبع: بادشاہ یا حکمران کی ذات یا خاندانی وراثت۔	اختیار کا منبع: اللہ کی حاکمیت اور شریعت کی بالادستی۔
حاکم کا انتخاب: خاندانی وراثت یا طاقت کے ذریعے۔	حاکم کا انتخاب: مشورہ (شوریٰ) اور اہل حل و عقد کی رائے سے۔
مقصد: حکمران کی طاقت اور سلطنت کی توسیع۔	مقصد: عدل، شریعت کا نفاذ، اور رعایا کی بھلائی۔
جوابدہی: عام طور پر بادشاہ کسی کے سامنے جوابدہ نہیں ہوتا۔	جوابدہی: حاکم اللہ اور رعایا کے سامنے جوابدہ ہوتا ہے۔
قانون کی بالادستی: بادشاہ کا حکم ہی قانون ہوتا ہے۔	قانون کی بالادستی: شریعت کی حکمرانی، حاکم بھی قانون کے تابع۔
عہدے کی مدت: عموماً عمر بھر یا خاندانی تسلسل۔	عہدے کی مدت: صرف اہلیت و صلاحیت کی بنیاد پر، مادام الصلاح۔

2. خلافت کی خوبیاں

1. اللہ کی حاکمیت: خلافت میں حقیقی حکمران اللہ ہوتا ہے، اور خلیفہ صرف نائب ہوتا ہے۔
2. عدل و انصاف: شریعت کے مطابق فیصلے، ظلم اور امتیاز کی ممانعت۔
3. شوریٰ کا نظام: اہل الرائے کے مشورے سے فیصلے کیے جاتے ہیں۔ (سورہ الشوریٰ: 38)
4. امانت و ذمہ داری: خلیفہ رعایا کی امانت کا محافظ ہوتا ہے، نہ کہ مالک۔
5. مساوات: قانون سب کے لیے یکساں، خلیفہ بھی عام فرد کی طرح جوابدہ۔
6. ریاست کی فلاح: تعلیم، صحت، معیشت اور امن کا تحفظ۔

3. خلافت کے احکام

1. خلیفہ کا تقرر:

- اہل حل و عقد (نمائندہ علماء و قائدین) کی بیعت سے ہوتا ہے۔
- شرائط: مسلمان، عاقل، بالغ، آزاد، عدل و تقویٰ پر قائم، اہلیت رکھنے والا۔

2. بیعت کی شرعی حیثیت:

- بیعت اطاعت کا عہد ہے، بشرطیکہ خلیفہ شریعت پر قائم رہے۔

○ اگر خلیفہ ظلم یا کفر پر اتر آئے تو بیعت ختم ہو سکتی ہے۔ (حدیث "بلا طاعة لمخلوق فی معصیۃ الخالق")

3. خلیفہ کے فرائض:

- شریعت کا نفاذ۔
- رعایا کے حقوق کی حفاظت۔
- جہاد فی سبیل اللہ کا اہتمام۔
- بیت المال کی حفاظت اور تقسیم میں انصاف۔

4. عزل خلیفہ:

- اگر خلیفہ شرعی شرائط پورے نہ کرے یا ظلم کرے تو اسے عزل کیا جاسکتا ہے۔

5. خلافت کا قیام فرض کفایہ ہے (اکثر فقہاء کے مطابق)۔ یعنی امت پر لازم ہے کہ ایک اجتماعی قیادت قائم کرے جو شریعت نافذ کرے۔

6. خلیفہ کا تقویٰ، علم اور صلاحیت ضروری ہے

وہ قرآن و سنت کے علم سے بہرہ مند، عادل اور نیک ہو۔

7. خلیفہ کا انتخاب امت کی رائے سے ہوگا

بیعت (وعدہ وفاداری) کے ذریعے خلافت قائم ہوتی ہے، زبردستی یا وراثت سے نہیں۔

8. خلیفہ کا کام:

- دین کا نفاذ
- عدل و انصاف کا قیام
- ظلم کا خاتمہ
- عوام کی تعلیم و تربیت
- بیت المال کی امانت داری
- جہاد اور امت کی حفاظت

9. خلیفہ کو معزول کیا جاسکتا ہے

اگر وہ شریعت کے خلاف چلے یا ظلم کرے، تو امت کو حق ہے کہ اسے ہٹا دے۔

4. خلافت کے دور کی مثالیں

- خلافت راشدہ (حضرت ابو بکر، عمر، عثمان، علی رضی اللہ عنہم) اس کی بہترین مثال ہے، جہاں عدل، شوریٰ اور امانت داری موجود تھی۔
- بعد میں آنے والی ملوکیت (جیسے اموی و عباسی دور) میں خلافت کے بہت سے اصولوں سے انحراف ہوا۔

5. نتیجہ

خلافت ایک مثالی اسلامی نظام حکومت ہے جو شریعت، عدل اور رعایا کی فلاح پر مبنی ہے، جبکہ ملوکیت میں طاقت اور ذاتی مفادات غالب ہوتے ہیں۔ موجودہ دور میں بھی اسلامی حکومت کے لیے خلافت راشدہ کے اصول ہی معیار ہیں۔

2۔ سیاست کے اسلامی اور مغربی تصورات کا تقابل پیش کیجیے

اسلامی اور مغربی سیاسی تصورات میں بنیادی اختلافات حاکمیت، قانون، انسانی حقوق، حکومت کے مقاصد اور معاشرتی نظریے پر مبنی ہیں۔ ذیل میں ان کا تفصیلی تقابل پیش کیا گیا ہے:

1. حاکمیت (Sovereignty) کا تصور

مغربی سیاسی نظام	اسلامی سیاسی نظام
حاکمیت عوام کی ہے۔ قانون سازی کا اختیار پارلیمنٹ یا عوامی نمائندوں کو حاصل ہے۔	حاکمیت صرف اللہ کی ہے۔ قانون سازی کا اختیار اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے احکامات تک محدود ہے۔ (سورہ الانعام: 57)
دستور اور انسانی بنائے ہوئے قوانین کو وقت کے ساتھ تبدیل کیا جاسکتا ہے۔	شریعت مطلق قانون ہے، جس میں ترمیم یا تنسیخ نہیں ہو سکتی۔
حکمران عوام کا نمائندہ ہے اور دستور کے تابع۔	حکمران اللہ کا نائب ہے اور شریعت کے تابع۔

2. قانون سازی (Legislation) کا طریقہ کار

مغربی نظام	اسلامی نظام
سیکولر اقدار (آزادی، مساوات، جمہوریت) قانون سازی کی بنیاد ہیں۔	قرآن و سنت بنیادی ماخذ ہیں۔ اجتہاد اور شوریٰ سے نئے مسائل کا حل نکالا جاتا ہے۔
اقدار نسبی (Relative) ہیں۔ معاشرہ اکثریت کی رائے سے حرام و حلال طے کرتا ہے (مثلاً ہم جنس شادی کی قانونی حیثیت)۔	حرام و حلال شریعت کی روشنی میں طے ہوتے ہیں۔ (مثلاً سود، زنا، شراب کی حرمت)
حجروں اور قانون دان دستور کی تشریح کرتے ہیں۔	فقہاء اور علماء قانونی تشریح کرتے ہیں۔

3. حکومت کے مقاصد

مغربی نظام	اسلامی نظام
1۔ انسانی حقوق کا تحفظ (آزادی، مساوات)۔	1۔ دین کا نفاذ (شریعت کی بالادستی)۔
2۔ معاشی ترقی۔	2۔ عدل قائم کرنا (سورہ المائدہ: 25)۔
3۔ جمہوریت کی توسیع۔	3۔ انسان کی دنیوی و اخروی فلاح۔
4۔ سیکولر ازم (مذہب کو سیاست سے الگ رکھنا)۔	4۔ جہاد فی سبیل اللہ (دفاع و دعوت)۔

4۔ انسانی حقوق (Human Rights)

مغربی نظام	اسلامی نظام
حقوق ریاست یا معاشرہ کی عطا کردہ ہیں۔	حقوق اللہ کی عطا کردہ ہیں (مثلاً جان، مال، عزت کا تحفظ)۔
حقوق لامحدود ہیں (مثلاً آزادیء اظہار میں مذہبی توہین بھی شامل)۔	حقوق کی حدیں شریعت نے متعین کی ہیں (مثلاً آزادیء اظہار میں توہین مذہب جائز نہیں)۔
خاندان کی نئی تعریفیں (ہم جنس شادی، جنسی آزادی)۔	خاندان کی بنیاد شادی (مرد و عورت) پر ہے۔ ہم جنس تعلقات حرام۔

5۔ حکمرانی کا طریقہ کار

مغربی نظام	اسلامی نظام
جمہوریت (اکثریت کی رائے)۔ لیڈر کی شرط: عوامی ووٹ۔	شوریٰ (مشورہ) سے فیصلے (سورہ الشوریٰ: 38)۔ خلیفہ یا امیر کی شرائط: تقویٰ، اہلیت۔
الیکشن تمام شہریوں (بالغ مرد و عورت) کی ووٹنگ سے۔	بیعت اہل الرائے (علماء، قائدین) کی رضامندی سے۔
حکمران جوابدہ ہوتا ہے: عوام اور عدالتوں کے سامنے۔	حکمران جوابدہ ہوتا ہے: اللہ، رعایا اور شرعی عدالتوں کے سامنے۔

6۔ معیشت کا نظام

مغربی نظام	اسلامی نظام
سود پر مبنی معیشت، ٹیکس نظام۔	سود حرام، زکوٰۃ فرض، مال کی منصفانہ تقسیم۔
سوشل ویلفیئر ریاست کی ذمہ داری، لیکن سرمایہ دارانہ نظام میں عدم مساوات۔	بیت المال (ریاستی خزانہ) غریبوں، مساکین اور عام بھلائی پر خرچ۔

7۔ بین الاقوامی تعلقات

مغربی نظام	اسلامی نظام
قومی مفاد اولین ترجیح۔ عالمی اداروں (UN, NATO) کے تحت تعلقات۔	امت مسلمہ کی وحدت پر زور۔ غیر مسلم ممالک کے ساتھ معاہدات جائز۔
جنگ اقتصادی یا سیاسی مفادات کے لیے۔	جہاد صرف دفاع یا ظلم کے خلاف۔

نتیجہ:

1. اسلامی نظام الہی حاکمیت، شریعت اور آخرت کی جوابدہی پر مبنی ہے۔

2. مغربی نظام سیکولرزم، جمہوریت اور انسانی حقوق (بقول ان کے) پر مبنی ہے۔
3. اسلام میں حقوق و فرائض کا توازن ہے، جبکہ مغرب میں حقوق کو فوقیت حاصل ہے۔
4. اسلامی سیاست کا مقصد اللہ کی رضا اور عدل اجتماعی ہے، جبکہ مغربی سیاست کا مقصد عوامی رضامندی اور معاشی ترقی ہے

3۔ شاہ ولی اللہ کی علمی و سیاسی خدمات تحریر کریں

شاہ ولی اللہ دہلوی (1703-1762) برصغیر کے عظیم مصلح، محدث، فقیہ، مفکر اور سیاسی بصیرت رکھنے والے عالم تھے۔ ان کی خدمات نے نہ صرف اسلامی علوم کی تجدید کی بلکہ امت مسلمہ کو بیداری، وحدت، عدل اور عملی دین کی طرف راغب کیا۔ ذیل میں ان کی علمی و سیاسی خدمات کا جامع خلاصہ پیش کیا جا رہا ہے:

✽ شاہ ولی اللہ کی علمی خدمات

1. قرآن کی تعلیم و ترجمہ:

- سب سے پہلے قرآن کریم کا فارسی ترجمہ کیا تاکہ عام مسلمان بھی قرآن کو سمجھ سکیں۔
- اس کے ذریعے دین کی عوامی فہم پیدا ہوئی، دین صرف علماء تک محدود نہ رہا۔

2. حدیث و فقہ کی خدمت:

- حدیث کی تدریس و تشریح کی، خاص طور پر صحاح ستہ پر کام کیا۔
- فقہ میں اعتماد پیدا کیا، نہ صرف حنفی فقہ پر اصرار، بلکہ تمام آئمہ کی آراء سے استفادہ کیا۔

3. تصوف کی اصلاح:

- تصوف کو شریعت کے تابع بنایا، صرف ظاہری مشقتوں کے بجائے اخلاص، اخلاق، تقویٰ پر زور دیا۔
- روحانی ترقی کے ساتھ معاشرتی اصلاح پر بھی زور دیا۔

4. کتب تصنیف:

- تقریباً 50 سے زائد کتب تصنیف کیں، جن میں مشہور کتابیں:

- حجۃ اللہ البالغہ (اسلامی معاشرت، فلسفہ، قانون اور عدل پر اہم کتاب)
- الفوز الکبیر (تفسیر و فہم قرآن)
- ازالۃ الخفاء (خلافت و امامت پر)

5. تجدید دین:

- دین کو جامد تقلید سے نکال کر فہم، اجتہاد اور اصل مصادر کی طرف رجوع کی تحریک دی۔
- مختلف مکاتب فکر کے درمیان اتحاد و ہم آہنگی کی کوشش کی۔

1. سیاسی شعور کی بیداری:

- شاہ ولی اللہ نے مسلمانوں کی سیاسی زبوں حالی پر شدید دکھ کا اظہار کیا اور انحطاط کے اسباب بیان کیے:

○ اخلاقی پستی

○ حکمرانوں کی غفلت

○ عدل و انصاف کا خاتمہ

○ طبقاتی ظلم

2. نظریہ خلافت و حکومت:

- حکومت کو عدل، شریعت اور عوامی خدمت پر مبنی ہونا چاہیے۔
- ان کی کتاب "ازالۃ الخفاء" میں سیاسی نظام اسلام کی وضاحت کی گئی ہے۔

3. احیائے خلافت کا جذبہ:

- مسلم حکمرانوں کو قرآن و سنت پر چلنے کی تلقین کی۔
- خلافت راشدہ کو نمونہ بنا کر پیش کیا۔

4. احمد شاہ ابدالی کو دعوت:

- جب مغل سلطنت زوال پذیر تھی اور مرہٹے طاقت میں آرہے تھے، شاہ ولی اللہ نے احمد شاہ ابدالی کو خط لکھا کہ:
- "برصغیر کے مسلمانوں کی جان، مال، دین اور تہذیب خطرے میں ہے۔ مرہٹوں اور سکھوں کا ظلم بڑھتا جا رہا ہے، آپ لشکر لے کر آئیں اور مسلمانوں کی مدد کریں۔"
- یہ ایک عملی سیاسی قدم تھا، جس سے 1761ء کی پانی پت کی تیسری جنگ میں مسلمانوں کو فتح ہوئی۔

5. سماجی عدل کا تصور:

- معیشت، معاشرت اور حکمرانی میں عدل اجتماعی کو مرکزی مقام دیا۔
- ان کی فکر نے بعد میں سید احمد شہید، شاہ اسماعیل شہید، علاؤ الدین صدیقی، اور مولانا مودودی جیسے مجددین پر گہرا اثر ڈالا۔

شاہ ولی اللہؒ ایک ہمہ جہت شخصیت تھے جنہوں نے:

- علمی میدان میں قرآن و سنت کا فہم عام کیا۔
- فکری سطح پر امت میں اتحاد پیدا کرنے کی کوشش کی۔
- سیاسی میدان میں مسلمانوں کی قیادت، اصلاح حکمران، اور دفاعِ ملت کے لیے عملی کردار ادا کیا۔